مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
پاکستان
جلد ۳۶
۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ
جمعۃ المبارک
۲۴ اگست ۱۹۸۴ء
شمارہ ۳۴
مندرجات
شرعی عدالت کا فیصلہ ۲
اداریہ ۳ - ۴
مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملہ (رف) ۵
درسِ منتخباتِ قرآن ۶ - ۸
عشرۂ ذوالحجہ ۹ - ۱۱
امیرالمومنین ابن سعودؒ (نظم) ۱۲
سلطان عبدالعزیز اور انہدامِ قبور ۱۳ - ۲۲
اطلاعات و اعلانات ۲۳
محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
محمد سلیم الانصاری
سالانہ ــــ ۵۰ روپے
فی پرچہ ــــ ۵۰/۱ روپیہ

قادیانیوں کی درخواست پر وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

قادیانیت کی تشہیر پر پابندی کلامِ پاک اور سنتِ نبوی سے متصادم نہیں

صدارتی آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے بعد بھی مرزائیوں کو عبادت کی مکمل آزادی حاصل ہے

احمدیت قبول کرنے والے کو بدستور مسلمان باور کرانے کی کوشش ملکی آئین کے منافی ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے ایک فل بنچ نے قادیانیوں کی جانب سے دائر کردہ دو الگ الگ شریعت درخواستیں آج بلا جواز قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیں جن میں قادیانیوں کے احمدی اور لاہوری گروپ کی خلافِ اسلام سرگرمیوں کے بارے میں صدارتی آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے قانونی اور آئینی جواز کو چیلنج کرتے ہوئے اس آرڈی ننس کو قرآن و سنت سے متصادم غیر آئینی، غیر قانونی اور کالعدم قرار دینے کی استدعا کی گئی تھی۔ فاضل شریعت کورٹ نے درخواستیں مسترد کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قادیانی مذہب کی تشہیر کے خلاف عائد کی گئی پابندی قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہے کیونکہ یہ پابندی اس مقصد کے لئے عائد کی گئی ہے کہ قادیانی اور احمدی غیر مسلم قرار پانے کے بعد خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے کہ احمدیوں اور قادیانیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے دوران یہ حکمتِ عمل اختیار کر رکھی ہے اور اس استدلال پر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو کوئی احمدی ازم قبول کرے گا وہ بدستور مسلمان رہے گا۔ جو ملک کے آئین کے منافی اقدام ہے۔ فاضل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ متذکرہ شریعت درخواستوں میں پیش کیا گیا یہ موقف درست نہیں ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے متعلق آرڈی ننس کے نفاذ سے ان کے عقیدہ پر قدغن لگائی گئی ہے یا انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے سے روکا گیا ہے یا ان کی عبادت کا حق متاثر ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ متذکرہ آرڈی ننس سے درخواست دہندگان یا دیگر قادیانیوں کے اس حق میں قطعی مداخلت نہیں ہوئی جو انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے سے متعلق آئین اور قرآن و سنت میں فراہم کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ قادیانی ازم یا احمدی ازم کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں اور مرزا غلام احمد آف قادیان کو اپنے عقیدے کے مطابق نبی، مسیح موعود یا مہدی قرار دینے میں بھی آزاد ہیں جب کہ انہیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی بھی آزادی حاصل ہے۔ شریعت کورٹ کے فیصلہ میں قرار دیا گیا ہے کہ متذکرہ آرڈی ننس ۱۹۷۴ء میں کی گئی اس آئینی ترمیم کا نتیجہ ہے جس میں لاہوری گروپ یا دیگر مکتبہ فکر کے قادیانیوں کو قرآن و سنت کے مطابق غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ متذکرہ آرڈیننس میں قادیانیوں کو براہ راست یا بالواسطہ خود کو مسلمان کہنے یا مسلمان ظاہر کرنے یا اپنے عقیدے کو اسلام کا نام دینے سے روکا گیا ہے۔ انہیں اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اذان کے ذریعے لوگوں کو عبادت کے لئے بلانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ مسلم غیر مسلم اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے والوں میں یہی امتیاز ہے کہ صرف مسلمان ہی اذان کے ذریعہ مسجد میں عبادت کے لئے پکار سکتے ہیں اور مسجد کا لفظ بھی صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لئے ہی مخصوص ہے اس لئے مسجد اور اذان کے نام پر لوگوں کو عبادت کے لئے بلانا مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ایک غیر مسلم عبادت گاہ میں غیر مسلم امام کے پیچھے عبادت کے لئے بلانے کی کوشش ہے فاضل شریعت کورٹ کے فیصلہ میں قرار دیا گیا ہے کہ قادیانیوں پر اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اذان کے ذریعے عبادت کے لئے بلانے پر عائد کی گئی پابندی کا مقصد یہ ہے کہ احمدیوں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اعلان کیا جائے اور انہیں خود کو مسلمان کہنے سے روکا جائے۔ قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے علاوہ دوسرے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں اور عبادت کے لئے اپنے مذہب کے مطابق دوسرا کوئی بھی طریقِ کار اختیار کر سکتے ہیں اس لئے متذکرہ

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور پاکستان

جلد ۳۶ — ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ — جمعۃ المبارک — ۲۴ اگست ۱۹۸۴ء — شمارہ ۳۴

مندرجات

مدیر مسئول محمد عطاء اللہ حنیف

حافظ صلاح الدین یوسف — علیم ناصری ایم اے

سالانہ — ۵۰ روپے
فی پرچہ — ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر: ۲۰ پونڈ

قادیانیوں کی درخواست پر وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

قادیانیت کی تشہیر پر پابندی کلام پاک اور سنت نبوی سے متصادم نہیں

صدارتی آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے بعد بھی مرزائیوں کو عبادت کی مکمل آزادی حاصل ہے

★ قادیانیت قبول کرنے والے کو بدستور مسلمان باور کرانے کی کوشش ملکی آئین کے منافی ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے ایک فل بنچ نے قادیانیوں کی جانب سے دائر کردہ دو الگ الگ شریعت درخواستیں آج بلا جواز قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیں جن میں قادیانیوں کے احمدی اور لاہوری گروپ کی خلافِ اسلام سرگرمیوں کے بارے میں صدارتی آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے قانونی اور اور آئینی جواز کو چیلنج کرتے ہوئے اس آرڈی ننس کو قرآن و سنت سے متصادم غیر آئینی، غیر قانونی اور کالعدم قرار دینے کی استدعا کی گئی تھی۔ فاضل شریعت کورٹ نے درخواستیں مسترد کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قادیانی مذہب کی تشہیر کے خلاف عائد کی گئی پابندی قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہے کیونکہ یہ پابندی اس مقصد کے لئے عائد کی گئی ہے کہ قادیانی اور احمدی غیر مسلم قرار پانے کے بعد خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے کہ احمدیوں اور قادیانیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے دوران یہ حکمتِ عمل اختیار کر رکھی ہے اور اس استدلال پر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو کوئی احمدی ازم قبول کرے گا وہ بدستور مسلمان رہے گا۔ جو ملک کے آئین کے منافی اقدام ہے۔ فاضل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ متذکرہ شریعت درخواستوں میں پیش کیا گیا یہ موقف درست نہیں ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے متعلق آرڈی ننس کے نفاذ سے ان کے عقیدہ پر قدغن لگائی گئی ہے یا انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے سے روکا گیا ہے یا ان کی عبادت کا حق متاثر ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ متذکرہ آرڈی ننس سے درخواست دہندگان یا دیگر قادیانیوں کے اس حق میں قطعی مداخلت نہیں ہوئی جو انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے سے متعلق آئین اور قرآن و سنت میں فراہم کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ قادیانی ازم یا احمدی ازم کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں اور مرزا غلام احمد آف قادیان کو اپنے عقیدے کے مطابق نبی، مسیح موعود یا مہدی قرار دینے میں بھی آزاد ہیں جب کہ انہیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی بھی آزادی حاصل ہے۔ شریعت کورٹ کے فیصلہ میں قرار دیا گیا ہے کہ متذکرہ آرڈی ننس ۱۹۷۴ء میں کی گئی اس آئینی ترمیم کا نتیجہ ہے جس میں لاہوری گروپ یا دیگر مکتبۂ فکر کے قادیانیوں کو قرآن و سنت کے مطابق غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ متذکرہ آرڈی ننس میں قادیانیوں کو براہِ راست یا بالواسطہ خود کو مسلمان کہنے یا مسلمان ظاہر کرنے یا اپنے عقیدے کو اسلام کا نام دینے سے روکا گیا ہے۔ انہیں اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اذان کے ذریعے لوگوں کو عبادت کے لئے بلانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ مسلم غیر مسلم اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے والوں میں یہی امتیاز ہے کہ صرف مسلمان ہی اذان کے ذریعہ مسجد میں عبادت کے لئے پکار سکتے ہیں اور مسجد کا لفظ بھی صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لئے ہی مخصوص ہے اس لئے مسجد اور اذان کے نام پر لوگوں کو عبادت کے لئے بلانا مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ایک غیر مسلم عبادت گاہ میں غیر مسلم امام کے پیچھے عبادت کے لئے بلانے کی کوشش ہے۔ فاضل شریعت کورٹ کے فیصلہ میں قرار دیا گیا ہے کہ قادیانیوں پر اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اذان کے ذریعے عبادت کے لئے بلانے پر عائد کی گئی پابندی کا مقصد یہ ہے کہ احمدیوں، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اعلان کیا جائے اور انہیں خود کو مسلمان کہنے سے روکا جائے۔ قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے علاوہ دوسرے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں اور عبادت کے لئے اپنے مذہب کے مطابق دوسرا کوئی بھی طریق کار اختیار کر سکتے ہیں اس لئے متذکرہ

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ
۶۲۲۴۰۶
۲۶ ذوالقعدہ ● ۱۴۰۴ھ
۲۴ اگست ● ۱۹۸۴ء

ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد ــــ ۳۶
شمارہ ــــ ۳۴

قومی دنوں کی حیثیت اور اُن پر حکومت کے وعدوں اور اعلانات کی رسم

۱۴ اگست آیا اور گزر گیا۔ یہ دن قیامِ پاکستان کی خوشیاں لایا، اور پاکستانی ملت کا قومی تہوار قرار پایا۔ گزشتہ سینتیس سال سے اس دن جشن منانے کی رسم جاری ہے۔ یہ دن جس کو یومِ تشکر کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے تھی "جشنِ تاجپوشی" کا رنگ اختیار کر گیا ہے۔ اگر اس دن ہم نے انگریز کی غلامی اور ہندو کے استحصال سے نجات حاصل کی تھی جیسا کہ باور کرایا جاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور پوری قوم کو اس دن مسجدوں میں سجدہ ریز ہونا چاہیے مگر موجودہ حکومت نے بالخصوص اس کو ایک میلے کا رنگ دے دیا ہے اور یہ دن ایک طوفان کی طرح آتا ہے۔ بازاروں اور سڑکوں پر ایک بے ہنگم شور و غوغا، بدقماشوں کی ٹولیوں کا کھلے سائلنسروں کے سکوٹروں اور موٹر سائیکلوں پر ادھر سے ادھر دندنانا، آوارہ لڑکوں کا راہ چلتی عورتوں پر آوازے کسنا، ڈھول کی تھاپ پر اوباشوں کے غول در غول بھنگڑے اور خرافات ہمیں قبلِ اسلام کے بازارِ عکاظ، روما کے ایمفی تھیٹر اور پومپیائی کے جشنوں کی یاد دلاتے ہیں۔

اس تمام خرافات کا دوسرا پہلو وہ تمام فضول خرچیاں ہیں جن کے ذریعے جھنڈے، جھنڈیاں اور اکابرِ قوم کی دیو قامت تصاویر شاہراہوں پر نصب کی گئیں اور اس پر طرہ یہ کہ سرکاری طور پر چراغاں اور آتش بازی کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اللے تللے بادشاہوں اور خود سر حکمرانوں کے ہیں۔ اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کا متعین کردہ اصولِ حکمرانی اپنانا چاہیے۔

حکومت اور عیش پسند دانشوروں کا قومی دن منانے کے لئے یہ استدلال ہوتا ہے کہ اس طرح قوم اپنے سلف کے کارناموں اور اپنے ہیروؤں کو یاد کر کے اپنی قومی امنگوں کا احیاء کرتی ہے اور ان جذبات کو زندہ رکھتی ہے جن سے وہ کارنامے سرانجام دیئے گئے۔ ۱۴ اگست، ۶ ستمبر اور ۲۳ مارچ پاکستان کی تاریخ کے زریں کارناموں کے دن ہیں اس لئے ان کا یاد رکھنا ضروری ہے ــــــ ہمیں افسوس ہے کہ یہ استدلال ہمارے قرونِ اولیٰ کے حکمرانوں اور دانشوروں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ فتح بدر نے سالانہ تقریب کی حیثیت اختیار نہیں کی۔ جنگ احزاب کو تہوار نہیں بنایا گیا۔ فتح مکہ جو سب سے بڑی فتح (فتح مبین) کا دن ہے اس کو منانے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ میں شامل ہوا۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے عہود مبارکہ میں بڑی بڑی غیر اسلامی سلطنتیں اسلام کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ فتوحات کا ایک طویل سلسلہ مسلمانوں کے ہاتھوں قائم ہوا مگر کسی ایک واقعے کو قومی حیثیت نہیں دی گئی۔ اگر حیثیت دی گئی ہے تو فقط دو دنوں کو ــــ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ــــ!! یہی ہمارے قومی اور ملی تہوار ہیں ان کے علاوہ کوئی دن کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہی وہ دن ہیں جن میں تقدس ہے، وقار ہے۔ دینی عظمت ہے اور یہی اسلام

طابع، چوہدری عبدالباقی نسیم، مطبع۔ اومنی پرنٹرز، لاہور، ناشر۔ محمد عطاء اللہ حنیف۔ مقام اشاعت، شیش محل روڈ۔ لاہور

کی سربلندی اور پاکیزگی کے مظہر ہیں ــــــ باقی جتنے دن ہم نے خود بنائے ہیں ان سب میں خرافات اور بدعملیوں کا عمل دخل ہے جس کا مشاہدہ ہر صاحب نظر اپنی چشم بصیرت اور دیدہ بصارت سے کر رہا ہے مگر مہر بلب اس لئے ہے کہ اس کو غدارِ وطن کے فتوے کا ڈر رہتا ہے ــــــ !!

اب ان دنوں کا دوسرا دلچسپ بلکہ دلفریب پہلو ملاحظہ فرمایئے ـــ ! ان قومی ایام پہ سربراہِ مملکت کی طرف سے کسی نہ کسی نئے ضابطے یا قانون وغیرہ کا اعلان کیا جاتا ہے، موجودہ صدرِ گرامی محترم جنرل ضیاء الحق صاحب کی طرف سے پہلے بھی بعض احکام کے نفاذ کا اعلان کیا گیا ہے جن پہ عملدرآمد یا تو ہوا نہیں یا اگر کسی پہ ہو رہا ہے تو نہایت بے دلی اور غیر ذمہ داری سے۔ گزشتہ سال ۱۴ اگست کو کہا گیا تھا کہ اس سال رشوت اور ناانصافی کے خلاف جہاد کیا جائے گا، لیکن جہاد تو کجا سرے سے اس ضمن میں کوشش ہی نہیں کی گئی۔ بعض تعزیری قوانین مثلاً زنا کے کیس میں کوڑے یا رجم کا صحیح فیصلہ نہیں کیا گیا۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا معاملہ کھٹائی میں پڑا ہے۔ عشر و زکوٰۃ وجہِ نزاع ہونے کے ساتھ ساتھ خیانت کا محور بھی ہوئی ہے ...... ان تمام "فراہمیِ عالیہ" میں اب یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ حالیہ ۱۴ اگست کو صلوٰۃ کمیٹیوں کا اعلان کیا گیا ہے ـــ اخباری اطلاع کے مطابق صدرِ مملکت نے ہر شہر، ہر قریہ، ہر محلہ اور ہر علاقے میں ناظم صلوٰۃ مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق یہ ناظمین لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب و تلقین کریں گے۔ اس میں جبر و اکراہ نہیں بلکہ تذکیر و ترغیب کا پہلو نمایاں ہوگا۔ یہ ناظمین علاقے کے کونسلر کے تعاون سے اپنا فریضہ ادا کریں گے اور صوبائی گورنر کو ماہانہ رپورٹ ارسال کیا کریں گے ...... !!

حکومت کی طرف سے یہ اقدام بلاشبہ ایک بہت بڑا کام ہے اور نہایت ضروری بھی ہے کیونکہ اس وقت ملک میں جتنی غفلت اور عدمِ توجہی نماز کی طرف سے پائی جا رہی ہے وہ کسی اور دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی۔ یہ اقدام تو ہر مسلمان حکومت کا اولین فریضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بنیادی احکام کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ الآیۃ (الحج) (جب ہم ان (مسلمانوں) کو زمین کی حکومت عطا کرتے ہیں تو وہ (پہلے) نماز قائم کرتے ہیں (پھر) زکوٰۃ (کا نظام) نافذ کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں)

یہ نظام تو اس ملک کے قیام کے ساتھ ہی نافذ ہونا چاہئے تھا۔ بہرحال اگر اب بھی اس پہ واقعی عمل درآمد ہو جائے تو غنیمت ہے .... البتہ اس سلسلے میں یہ جو جبر و اکراہ سے گریز اور تلقین و ترغیب میں نرم رویئے کا اظہار ہے، ہمارے نزدیک محلِ نظر ہے۔ ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی "حنفی حکومت" اور "حنفی سوادِ اعظم" کی خدمت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول پیش کرنا چاہتے ہیں کہ بے نمازی کو قید کر دیا جائے تاآنکہ وہ توبہ کرے یا مر جائے۔ نیز پیر جیلانی نے لکھا ہے کہ بے نماز مرنے والے کا نہ جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ جبر و اکراہ سے گریز غیر مسلموں کے سلسلے میں ہے، مسلمانوں کے سلسلے میں نہیں ـــ ! یہ نرم رویے کی تلقین ہی ہے جس نے نہ پہلے کسی تعزیری یا فقہی حکم پر عملدرآمد کی نوبت آنے دی اور نہ اب اس کی توقع دکھائی دیتی ہے کیونکہ ہمارے ہاں لوگوں نے نماز کو اجتماعی اسلامی فریضہ نہیں رہنے دیا۔ بلکہ ایک فرض کفایہ بنا کے رکھ دیا ہے اور اسے ایک ذاتی عبادت کی حیثیت دے رکھی ہے جس کی حوصلہ شکنی کی سخت ضرورت ہے۔

صدرِ گرامی قدر جو خود اسلامی احکام و فرائض کے عامل ہیں اور یہاں اسلام کے نفاذ کے دعویدار ہیں۔ قوت و شوکت کے حامل ہوتے ہوئے "وما علینا الا البلاغ" کہہ کر نجات نہیں پا سکیں گے ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس سلسلے میں جوابدہ ہونا پڑے گا کیونکہ وہ خود اس ذمہ داری کو قبول کر چکے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ ہمارا

حق ہے جو ہم بار بار ادا کر رہے ہیں

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملہ

جماعت کے ممتاز نوجوان خطیب مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی
۱ اگست ۸۲ء کو کرائے کے قاتلوں نے اس وقت حملہ
ب وہ کامونکی سے لاہور آنے کے لئے بس پر سوار ہو رہے
۔ یہ دونوں بزدل حملہ آور خنجروں سے پے در پے دس زخم
فرار ہو گئے۔ مولانا کو فوری طور پر کامونکی ہسپتال میں
ل طبی امداد بہم پہنچائی گئی مگر زخم کاری تھے اس لئے جلد از جلد
یو ہسپتال لاہور لایا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش
زخموں سے رِستا ہوا خون بند کیا۔ نیز پیٹ کا آپریشن
اندر گئے ہوئے خون کی صفائی کی۔ اب بظاہر حالت
ے سے باہر ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مولانا پر یہ قاتلانہ حملہ غیر متوقع نہیں تھا۔ کیونکہ کامونکی میں
ے توحید و سنت کے وعظ مشرکین و مبتدعین پر شب خون
ے کم نہیں تھے۔ توحید کا یہ بے باک خطیب۔ شیر کی طرح
اور طوفان کی طرح برستا تھا۔ کامونکی میں بھی وہ واعظ
ہے جس نے سید عبدالغنی شاہ مرحوم کے تعمیر کردہ
حید میں چراغاں کر رکھا ہے۔ اور یہی وہ ابر گہر بار ہے جس نے
و سنت کے گلستان کو ثمر بار کیا ہوا ہے۔ کامونکی کے بدعت
نے اس قندیل ربانی کو گل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ جس کا
۱۱ اگست کو کرائے کے قاتلوں کے ذریعے کیا گیا۔

سلک اور عقیدے کا اختلاف حل کرنے کا طریقہ دلائل و
ہیں، سنان و خنجر نہیں مگر جس کے پاس حق بیانی کے مقابلے
ل کا قحط ہو۔ وہ ہمیشہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتا ہے۔
ہ سلسلہ ہے جو ازل سے جاری ہے۔ گلزار خلیل
رود سے جلانے کا اہتمام کیا گیا۔ بدر و حنین کے معرکے
ے کی کڑیاں ہیں۔ مگر یہ کفر و ایمان کے معرکے تھے۔ امت
فرق ضالہ کا اہل حق پر حملہ "ساحر الموت" کے نظریوں
روع ہوتا ہے — وہ میدان میں کبھی نہیں اترتے بلکہ
کمین گاہوں میں چھپ کر تیر اندازی کرتے ہیں۔ وہ اپنے
زر خرید گماشتوں کے ذریعے حق پسندوں پر وار کرتے ہیں اور
یہ وہی حربہ ہے جو آج مولانا یزدانی پر آزمایا گیا۔ قاتل مفرور
ہیں۔ تاہم اس پردۂ زنگاری کے پیچھے جس "محبوب" کی کارفرمائی
ہے۔ حضرت مولانا یزدانی حفظہ اللہ اور ان کے اہل خانہ سے
وہ مخفی نہیں۔ اور انہوں نے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔

ہم گورنر پنجاب، آئی جی پنجاب اور ایس پی گوجرانوالہ
کی خدمت میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس بزدلانہ حملہ
کرنے والے شقی القلب گماشتوں اور ان کے پس پردہ سرپرستوں
کو طشت ازبام کریں اور ملک کی جماعت موحدین کے سربرآوردہ
عالم اور خطیب کے متوقع قتل عمد کے مرتکبین کو کیفر کردار تک
پہنچائیں۔ اگر وعظ و تبلیغ پر مشتعل ہو کر قتل و غارت کا سلسلہ
چل نکلا تو یہ ملک کی انتظامیہ کی نہ صرف توہین ہو گی بلکہ کسی
فرقے کا کوئی عالم اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکے گا۔

ہم علمی اور دینی اختلافات میں تشدد کے قائل
نہیں۔ اور نہ ہمارا یہ شیوہ ہے کہ اہل علم پر کسی قسم کی دست درازی
کی جائے مگر جب پانی سر سے گزر جائے اور ایک فریق اوچھے
ہتھکنڈوں پر اتر آئے تو اس کے ردعمل کو روکنا بعض دفعہ
بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم انتظامیہ کو یہ احساس دلانا ضروری خیال کرتے
ہیں کہ مولانا یزدانی اہلحدیث عوام میں ایک ہردلعزیز اور مقبول خطیب
اور نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔ ان پر اس قاتلانہ حملہ نے جماعتی
حلقوں میں کتنا اضطراب پیدا کر رکھا ہے اس کا اندازہ گورنر ہاؤس کے
سامنے جماعت کے مضطرب ارکان کے مظاہرے، کامونکی میں کی گئی
ہڑتال سے ہو جانا چاہیئے۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ
وہ مولانا یزدانی کو جلد از جلد شفایاب کرے اور انہیں دین کی
تبلیغ و اشاعت کے لئے سلامت رکھے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

قارئین کرام بھی مولانا موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ
کے لئے خصوصی دعاء فرمائیں۔

درسِ منتخبات قرآن — (قسط ۳) — ترتیب و تبصرہ • پروفیسر عبداللہ شاہین

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (اپنے ربّ کی عبادت کرو)

تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان۔ نواب صدیق حسن خاں

ابن عباس نے کہا قرآن میں جہاں کہیں اُعْبُدُوْا آیا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ وَحِّدُوْا یعنی "اللہ کی توحید کرو شرک سے بچو" پیدا کرنے کا ذکر اس جگہ اس لئے کیا ہے کہ سارے کافر اللہ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ "اور اگر تو ان سے پوچھے کہ ان کو کس نے بنایا تھا کہیں گے اللہ نے" اس لے اسی بات کی حجت ان پر رکھی جس کے وہ معترف تھے تاکہ انکار نہ کر سکیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت شریف میں اللہ نے اپنی توحید الوہیت کو بیان فرمایا ہے کہ اس انعام کو تو دیکھو کہ ہم نے تم کو معدوم سے موجود کیا۔ طرح طرح کھلی چھپی نعمتیں دیں۔ زمین کو پہاڑوں سے مضبوط کر کے تمہارے چلنے پھرنے کو فرش بنا دیا۔ آسمان کو چھت کر دیا۔ کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ۔ (اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور وہ اس کے نمونے دھیان میں نہیں لاتے)

فتح البیان میں ہے اگر کوئی آدمی اس جہان میں غور کرے تو اس کو مانند ایک آباد گھر کے پاوے گا جس میں ہر حاجت کی چیز موجود ہے۔ آسمان کو دیکھو چھت کی طرح بلند ہے۔ زمین کو دیکھو فرش کی طرح بچھی ہوئی ہے۔ تاروں کو دیکھو چراغوں کی طرح روشن ہیں۔ انسان کو دیکھو جیسے گھر کا کوئی مالک ہو پھر اس گھر میں ہر طرح کی روئیدگی ہر طرح کے جانور ہر کام کی چیز موجود و مہیا ہے۔ انسان پہ جس کی تسخیر میں یہ سب اشیاء ہیں واجب ہے کہ اللہ کا شکر بجا لائے اس نعمت کو غفلت سے نہ برتے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو گشتہ و فرمانبردار
شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

ابنِ کثیر نے کہا ہے کہ مراد آسمان سے اس جگہ بادل ہے اللہ نے حاجت کے وقت بادل سے مینہ برسایا۔ اس مینہ سے طرح طرح کی کھیتی اور پھل نکالے۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں آیا ہے۔ بہت مشابہ اس آیت سے وہ آیت ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (اللہ ہے جس نے بنا دی تم کو زمین ٹھہراؤ اور آسمان عمارت اور تم کو صورت بنائی اور پھر اچھی صورتیں تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزوں سے وہ اللہ رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا)

مطلب یہ ٹھہرا کہ جب خالق، رازق، مالک اس گھر کا ایک اللہ ہے جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے تو اب اسی ایک لاشریک لہ کی عبادت چاہیئے نہ کسی اور کی۔ ہرگز کسی غیر کو عبادت میں شریک نہ کرے۔

صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے کہ میں نے کہا اے رسول خدا کے کونسا گناہ نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے فرمایا کہ تو کسی کو برابر اس کے ٹھہرا دے حالانکہ اس نے تجھ کو بنایا

اسی طرح حدیث معاذ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
نے ان سے کہا تو جانتا ہے اللہ کا حق اس کے بندوں پر
پھر کہا یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں کسی چیز کو اس کا
نہ ٹھہراویں۔ الحدیث۔ تیسری حدیث میں یوں آیا ہے تم
شخص یوں نہ کہا کرے کہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ
کہے۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ یعنی کسی کا چاہا
ہوتا ہے جب تک کہ اللہ نہ چاہے جب پہلے اللہ چاہ
تب ہی پھر کوئی بندہ بھی چاہتا ہے والا فلا ؎

چاہا ہم نے وہ لے نہ چاہا اس نے
چاہا اس کا ہوا ہمارا نہ ہوا

طفیل بن سخبرہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بات سے منع کیا ہے کہ کوئی یوں کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ وَ
شِئْتَ پھر فرمایا کہ یوں کہو مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ
ابن مردویہ (اس کو ابن ماجہ نے بھی دوسری طرح پر مانند
روایت کیا ہے) سفیان ثوری کی روایت میں بھی ابن
سے یوں آیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ کہا تھا، فرمایا کیا تو نے مجھے برابر
اللہ کے ٹھہرایا، یوں کہو مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ (اس
مردویہ و نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے) ابن کثیر
سب صیانت و حمایت ہے جناب توحید کی۔ انتہیٰ۔
ابن میں کہا ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ
کرنا حجت کا ترک کرنا تقلید کا واجب ہے۔

۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ خطاب کہ اے لوگو تم اپنے رب
دونوں گروہ کفار و منافقین کو ہے پھر کہا تم جانتے ہو کہ یہ
اللہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلاتے ہیں
یہی حق ہے پھر کیوں کسی کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہو
اور نہ ضرر سنبھلتے۔

اندر بالکل انداد سے شرک ہے یہ شرک چیونٹی کی چال سے
زیادہ مخفی ہے جو اندھیری رات میں کسی کالے پتھر پر چلے۔ یہ

برابری ساتھ خدا کے یوں ہوتی ہے کہ اس طرح کہے قسم اللہ کی اور
تیری جان کی یا یوں کہے کہ اگر یہ کتیا یا یہ بط گھر میں نہ ہوتی تو چور گھس
کر چوری کر لے جاتے یا کسی سے یہ کہے کہ اللہ اور تو چاہے گا تو یوں
ہوگا یا اگر اللہ اور فلانا شخص نہ ہوتا تو یوں ہوتا یہ سب کہنا اللہ
کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ انتہیٰ۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ بعض
جاہل حاجت مند کسی امیر یا دولت مند سے یوں کہنے لگتے ہیں کہ
اوپر اللہ ہے نیچے تم ہو اس کہنے سے مشرک ہو جاتے ہیں۔ سننے
والا اگر منع نہیں کرتا ہے تو وہ بھی مشرک ٹھہر جاتا ہے۔

ف۔ ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت دلیل ہے توحید باری تعالیٰ
پر کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا نہ چاہیئے تنہا اسی کو
پوجنا لازم ہے۔

بہت مفسروں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے
وجود صانع عالم پر جیسے رازی وغیرہ سو جس طرح اس آیت کو
وجودِ صانع پر دلالت ہے اسی طرح یہ آیت توحید عبادت پر
بھی بطریقِ اولیٰ دلیل ہے کیونکہ جو کوئی شخص ان موجودات سفلیہ
و علویہ اور اختلاف اشکال و الوان و طبائع و منافع میں تأمل
کرے گا اور دیکھے گا کہ ان منافع کو کس طرح پر ان کی جگہوں میں
کس عمدہ طریقے سے رکھا گیا ہے تو ضرور ہے ان سب کے خالق
کی قدرت و حکمت و علم و اتقان و عظمتِ سلطان کو مسلم کر
لے گا۔ جس طرح کسی ایک اعرابی یعنی گنوار آدمی سے کسی نے پوچھا
تھا کہ خدا کے ہونے پر کیا دلیل ہے اس نے جواب دیا سُبْحَانَ
اللّٰہِ اِنَّ الْبَعْرَ لَیَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ اِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ
لَیَدُلُّ عَلَی الْمَسِیْرِ فَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَّاَرْضٌ
ذَاتُ فِجَاجٍ وَّبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا تَدُلُّ عَلٰی وُجُوْدِ
اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ۔ یعنی "بڑے تعجب کی بات ہے کہ مینگنی
دلالت کرتی ہے اونٹ کے نکلنے پر، قدم کا نشان دلالت کرتا
ہے چلنے پر، یہ آسمان برجوں والا، یہ زمین دراڑ والی، یہ دریا موج
مارنے والے کیا اللہ کی ہستی پر دلالت نہیں کرتے ہیں"۔
رازی نے امام مالک سے حکایت کی ہے کہ رشید۔

ابو داؤد رقم: ۴۹۸۰ (ص ی)

نے ان سے پوچھا تھا کہ وجودِ خدا پر کیا دلیل ہے۔ انہوں نے یہی استدلال کیا ہے کہ زبانوں، آوازوں، رنگوں کا اختلاف بڑی نشانی ہے۔

ابوحنیفہؒ سے کسی زندیق نے کہا تھا کہ وجودِ باری تعالےٰ پر کیا دلیل ہے۔ انہوں نے کہا ذرا مجھ کو چھوڑ دو میں نے ایک خبر سنی ہے اس کے فکر میں ہوں۔ مجھ سے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ دریا میں ایک کشتی طرح طرح کے سامانِ تجارت سے بھری ہوئی چلی جاتی ہے کوئی اس کا نگہبان چلانے والا نہیں وہ خود ہی آتی جاتی، چلتی پھرتی رہتی ہے۔ بڑی بڑی موجوں کو پھاڑ کر جہاں چاہتی ہے وہاں چلی جاتی ہے کوئی اس کا ہانکنے والا نہیں۔ لوگوں نے کہا ایسی بات تو کوئی عاقل بھی نہیں کہے گا۔ یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کمبختو بھلا یہ ساری موجودات جس میں عالم علوی وسفلی بھی ہے اور یہ مضبوط و محکم چیزیں جو اس کائنات میں پائی جاتی ہیں کیا بے صانع ہیں۔ سب لوگ حیران ہو کر اسلام لائے۔ حق کی طرف پھر آئے۔

اسی طرح کسی نے شافعیؒ سے دلیل وجود صانع پر سوال کیا تھا۔ کہا یہ پتے توت کے ہیں۔ ان کا ایک ہی مزہ ہے۔ کیڑا ان کو کھاتا ہے تو ابریشم بنتا ہے، شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد بنتا ہے، اگر بکری کھاتی ہے تو مینگنی گوبر ہو جاتا ہے، ہرن کھاتا ہے تو مشک نکلتا ہے۔ حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے۔

یہی سوال کسی نے امام احمد سے بھی کیا تھا۔ کہا یہاں ایک مضبوط قلعہ چکنا بے در کا بے منفذ کا ہے۔ باہر سے جیسے سفید چاندی اندر سے جیسے صاف سونا، ناگاہ اس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی۔ اس میں سے ایک جانور سنتا دیکھتا اچھی شکل نمکین آواز کا نکلا یعنی انڈے سے بچہ مرغ کا پیدا ہونا۔

کسی اور شخص نے کہا ہے، جو کوئی ان آسمانوں کی اونچائی اور کشادگی میں تامل کرے گا چھوٹے بڑے تارے چلتے ٹھہرتے ہوئے دیکھے گا، فلک اعظم کا ہر رات دن چکر مارنا اپنی خاص چال پر چلنا جان لے گا۔ ان دریاؤں کو دیکھے گا کہ ہر طرف سے زمین کو گھیرے ہوئے ہیں۔ پہاڑ زمین پر رکھے ہوئے ہیں تاکہ زمین اور زمین والے ٹھہرے رہیں۔ پھر اختلاف ان کے شکل رنگ کا معلوم کرے گا جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے

مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۝ (اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح ان کے رنگ اور بھجنگ کالے اور آدمیوں اور کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کئی رنگ کے ہیں۔ اسی طرح اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے)

اسی طرح ان نالوں، ندیوں میں غور کرے گا جو ایک ق... سے دوسرے قطعہ کو بہتے ہیں۔ ہر جگہ نفع کے لئے جاری ہیں پھر ان طرح طرح کے جانوروں کو جو زمین پر پھیلے ہیں۔ اس گھا... اور پھولوں کو جن کی شکل، جن کا مزہ، جن کی بو، جن کی رنگت با... ایک ہونے طبیعت آب و خاک کے مختلف ہے۔ دیکھے تو ضرور ہی سمجھ لے گا۔ یہ سب دلیل ہیں وجود و قدرت و حکم... صانع پر یہ رحمتِ عام خلق پر۔ یہ لطف و احسان شامل سا... نوع انسان وغیرہ کے بدون کسی صانع کے کیونکر ہو سکتا ہے

لَا إِلَٰهَ غَيْرُهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔ اس طرح کی آیتیں قرآن عظیم میں بہت ہ...

یا حدیث

حافظ صلاح الدین یوسف

عشرۂ ذوالحجہ ـــــ احکام وفضائل

افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں میں وہ تصورات و اعمال تو بہت
رائج اور مشہور ہو جاتے ہیں جو ایجادِ بندہ ہوتے ہیں ۔ اور
ں اصطلاحِ شریعت میں بدعات سے موسوم کرتے ہیں
جن تصورات و اعمال کی نشاندہی قرآن و حدیث میں کی گئی
ان کا مسلمانوں کو سرے سے علم ہی نہیں ہوتا ۔ عمل تو بہت
بات ہے ۔ جس طرح عشرۂ محرم کے سلسلے میں بدعی تصورات
کے ذہنوں میں راسخ ہیں حالانکہ شریعت میں ان کی کوئی
نہیں ۔ ایک برخود غلط مذہب کے پیرکاروں نے اپنے
رات کو رائج کیا اور اپنے مخصوص عقائد و افکار کی اشاعت
لئے ان ایام کو خاص کر کے کچھ اعمال و وظائف کو ان دنوں
عثِ ثواب گردانا ۔ بدقسمتی سے اہلِ سنت کے جاہل عوام
ی یہ شیعی اثرات نفوذ کر گئے ۔ اور ان میں کا ایک طبقہ عشرۂ
کے سلسلے میں شیعی و بدعی تصورات کا قائل و عامل ہے ۔
نکہ شریعت میں عشرۂ محرم کے سلسلے میں بجز صوم یوم
ہ و اور کسی چیز کا ثبوت نہیں ۔

اس کے برعکس اب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہونے والا
اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اسلام کا ایک
رکن ـــ حج ـــ ادا کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح مسلمانوں کے
تقریب ـــ عید قربان ـــ بھی اسی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو
ی جاتی ہے ۔ غالباً اسی وجہ سے اس مہینے کے پہلے دس
کی بہت فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے ۔ اور
اللہ تعالے نے بھی ان دس راتوں کی قسم کھا کر ان ایام کی
فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ جیسا کہ آیت والفجر
ولیالٍ عشر (قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی) میں جمہور
مفسرین نے ذوالحجہ کی دس راتیں مراد لی ہیں ۔ لیکن افسوس کہ
عوام ان ایام فضیلت و شب ہائے سعادت سے بالعموم بےخبر
ہیں جن میں ایک نیک عمل کا ثواب سات سو گنا تک ملتا ہے
والعمل فیھن یضاعف بسبعمائۃ ضعف (الترغیب ج۲ ص۱۹۹)

بہرحال احادیث نبوی میں عشرہ ذوالحجہ کی جو فضیلت
بیان کی گئی ہے حسب ذیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل سے نوازے ۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھَا
اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ یَعْنِیْ
اَیَّامَ الْعَشْرِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ ؟ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا
رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْجِعْ مِنْ
ذٰلِکَ بِشَیْءٍ ۔ رواہ البخاری والترمذی وابوداؤد و
ابن ماجہ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۹۸)

" حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جتنا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان
دس دنوں (یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دن) میں پسند ہے اتنا کسی
دن میں پسند نہیں ۔ سوال کیا گیا ۔ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہاں ! جہاد فی سبیل اللہ بھی
نہیں ۔ الا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید

ہی ہو جائے"

(۳) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَلَا اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنَ الْعَمَلِ فِیْہِنَّ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ فَاَکْثِرُوْا فِیْہِنَّ مِنَ التَّھْلِیْلِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّحْمِیْدِ (مسند امام احمد ج ۷، ص ۲۵ طبع احمد شاکر) فرمایا "اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی عمل اتنا باعظمت اور محبوب نہیں جتنا وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے پس تم ان دنوں میں کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کہو یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کا ورد کثرت سے کیا کرو۔"

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْہَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْہَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَّقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْہَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ والبیہقی وقال الترمذی حدیث غریب لا نعرفہ الا عن حدیث مسعود بن واصل عن النہاس بن قہم وسألت محمدا یعنی البخاری عن ھذا الحدیث فلم یعرفہ من غیر ھٰذا الوجہ (الترغیب ج ۲ ص ۱۹۹) "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس عشرے کی عبادت اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ان دنوں میں ایک روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں جتنا اور رات کے قیام کا بقدر قیام لیلۃ القدر ثواب ملتا ہے۔"

ملحوظہ سنداً یہ روایت بہت ضعیف ہے۔ یہاں اسے بطور شواہد پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ان ایام میں کئے گئے اعمالِ خیر کی فضیلت و محبوبیت ثابت ہے۔

(نہم) اس مہینے کی ۹ تاریخ، ۹ ذوالحجہ (یوم عرفہ) کے روزے کی فضیلت آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ یہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَۃَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ (ترمذی باب ماجاء فی فضل الصوم یوم عرفۃ)

صحابہ کرامؓ کا عمل

ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے صحابۂ کرامؓ عشرۂ ذوالحجہ میں اور بھی زیادہ ذوق و شوق سے اعمالِ صالحہ اور عبادات و نوافل کا اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل تھا کہ وہ ان دس ایام میں بازار میں جاتے اور بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے، انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیریں پڑھنا شروع کر دیتے۔ کَانَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یَخْرُجَانِ اِلَی السُّوْقِ فِی الْاَیَّامِ الْعَشْرِ یُکَبِّرَانِ وَیُکَبِّرُ النَّاسُ بِتَکْبِیْرِھِمَا (صحیح بخاری۔ باب فضل العمل فی ایام التشریق) حضرت سعید بن جبیرؒ کے متعلق آتا ہے کہ وہ عشرۂ ذوالحجہ میں بسلسلۂ اعمالِ صالحہ خوب سعی و کوشش کرتے۔ فکان سعید بن جبیر اذا دَخَلَ اَیَّامُ الْعَشْرِ اِجْتَھَدَ اِجْتِھَادًا شَدِیْدًا حَتّٰی مَا یَکَادُ یَقْدِرُ عَلَیْہِ (رواہ البیہقی والترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دنوں روزے رکھا کرتے تھے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم ھذا العشر (تفسیر ابن کثیر بحوالہ سنن ابی داؤد)

قربانی کی نیت رکھنے والا ان ایام میں حجامت نہ بنوائے

جو شخص قربانی کی نیت رکھتا ہے وہ ان ایام میں حجامت نہ بنوائے۔ ذوالحجہ کے چاند سے پہلے وہ حجامت وغیرہ بنوا لے۔ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ اپنے بال کٹوائے نہ ناخن ترشوائے

بلکہ پھر دس تاریخ کو حجامت وغیرہ کرے۔ حدیث مرفوع ہے۔ مَنْ رَاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ (صحیح مسلم عن ام سلمہ)

ایک شخص نے قربانی کی عدم استطاعت کا اظہار کیا تو ‏س سے آپ نے فرمایا۔

خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ ‏مِنْ شَارِبِكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذَالِكَ تَمَامُ ‏اُضْحِیَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ رواہ ابوداؤد والنسائی ‏عن عبداللہ بن عمرو (مشکوٰۃ باب العتیرۃ)

‏کہ تم (دس ذوالحجہ کو) اپنے بال بنوا لو۔ ناخن تراش لو۔ ‏مونچھیں کٹوا لو، اور زیر ناف بال صاف کر لو۔ یہی تمہاری قربانی ‏ہے۔

اس حدیث میں اس امر کی صراحت نہیں ہے کہ قربانی ‏کی استطاعت نہ رکھنے والا شخص بھی قربانی کی نیت رکھنے والے ‏شخص کی طرح ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں حجامت وغیرہ نہ ‏کروائے، صرف اس بات کا حکم ہے کہ یہ شخص دس ذوالحجہ کو ‏اپنی حجامت کرا لے، ناخن وغیرہ کاٹ لے تو اس کو بھی قربانی ‏کا ثواب مل جائے گا۔

تاہم بعض علماء کا خیال ہے کہ عدم استطاعت والا آدمی ‏بھی اگر قربانی کی نیت رکھنے والے کے ساتھ مماثلت اختیار ‏کرتے ہوئے عشرۂ ذی الحجہ میں حجامت وغیرہ سے اجتناب ‏کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ ان علماء نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ ‏کے اس اثر سے بھی استدلال کیا ہے کہ ابن عمر رضؓ ایک عورت کے ‏پاس سے گزرے، وہ اپنے بیٹے کی حجامت بنا رہی تھی۔ ‏ابن عمر رضؓ نے اس سے فرمایا اگر تو اس کی حجامت کو یوم النحر تک ‏مؤخر کر دیتی تو بہتر ہوتا۔ قال نافع ان ابن عمر مرّ ‏بامرأة تأخذ شعراً من ابنها فقال لو اخرتیه ‏الی یوم النحر کان احسن (مستدرک حاکم)

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

امیر المومنین ابنِ سعود

جب اٹھاتا ہے حجابِ آستیں ابنِ سعود ۔۔۔ آنکھ سے لاتا ہے نذرِ گوہریں ابنِ سعود

اپنے مولا سے کرا لیتا ہے نذر اپنی قبول ۔۔۔ کعبہ کی دہلیز پر رکھ کر جبیں ابنِ سعود

جس کو دنیا میں لٹایا تھا رسول اللہ نے ۔۔۔ ہے اسی گنجِ سعادت کا امیں ابنِ سعود

وقت جب آیا کہ فتنوں سے ہو پاک ارضِ حجاز ۔۔۔ بن گیا تقدیرِ ربّ العالمیں ابنِ سعود

اک نہ اک دن ہو گی تطہیرِ عراق و شام بھی ۔۔۔ حل یہ مشکل بھی کرے گا بالیقیں ابنِ سعود

اس کے قدموں پر چلے گی ساری دنیا ایک روز ۔۔۔ ہے محمدؐ کا غلامِ کمتریں ابنِ سعود

دولت اس کی ہے کنیز، اقبال ہے اس کا غلام ۔۔۔ سلطنت انگشتری ہے اور نگیں ابنِ سعود

ایک صف میں سب کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتے نماز ۔۔۔ گر نہ ہوتا صاحبِ ذوقِ یقیں ابنِ سعود

تاکتی ہے خرمنِ تاتار کو برقِ فرنگ ۔۔۔ لیکن اس کی زد میں آ سکتا نہیں ابنِ سعود

لرزہ بر اندام ہے باطل کہ گونجا نجد میں ۔۔۔ بیشۂ اسلام سے شیرِ عریں ابنِ سعود

نجد کی لیلیٰ پہ مر جانے لگے مجنوں سے ۔۔۔ ہند کا محمل ہے اور محمل نشیں ابنِ سعود

ہے لباسِ کعبہ کا پیوندِ زرّیں اُس کی جیب ۔۔۔ جیب میں لایا ہے لولوئے ثمیں ابنِ سعود

ہے دلِ ملّت پہ نقش اس کی ارادت ہر طرف ۔۔۔ حکمراں ہے از کاشغر تا بہ چیں ابنِ سعود

لکھیے اس کو حارسِ شرعِ مبیں عبد العزیز ۔۔۔ کہیے اس کو حامیِ دینِ مبیں ابنِ سعود

ہم زباں پھر قدسیوں کا ہو کے کہیے برملا

ہے لقب اس کا امیر المومنیں ابنِ سعود

(بہارستان ۔ ص ۲۷۳)

بسلسلہ "حج سیمینار"

حافظ صلاح الدین یوسف
ایڈیٹر "الاعتصام" لاہور

سُلطان عبدالعزیز، حرمین شریفین اور انہدامِ قبور

شریعت، تاریخ اور واقعات کی روشنی میں

۴ ۔ ۴ اگست ۱۹۸۴ء کو لاہور میں ایک دو روزہ "حج سیمینار" کا انعقاد عمل میں آیا۔ روزنامہ نوائے وقت کی اطلاع کے مطابق اربابِ انتظام اور داعیان پس پردہ رہے حتیٰ کہ دعوت ناموں میں بھی کسی کا نام درج نہیں تھا۔ بعد میں ایک اعلان کے ذریعے چار افراد کے نام اس سلسلے میں ظاہر کئے گئے۔ راقم ان ناموں یا ان کی سیاسی و مذہبی تنظیموں کے بارے میں فی الحال کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم اتنا عرض کئے بغیر چارہ بھی نہیں کہ ابتداءً امر میں پردہ داری کا اہتمام بے سبب نہیں۔ بقول غالب ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اور اس پردہ داری کی پردہ دری اُس وقت ہو گئی جب ۵ اگست کے اخبارات میں سیمینار کی رُوداد اور اس کی قراردادیں شائع ہوئیں، جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ "قومی حج سیمینار" کے نام پر چند مخصوص افراد یا گروہ نے سیاسی مقاصد اور حزبی اغراض کے لئے یہ اجتماع بلایا تھا۔

حرمین شریفین کے سلسلے میں جو قرارداد اس اجتماع میں پیش کی گئی ہے۔ مقامِ شکر ہے کہ اس کی تردید و مذمت اجتماع میں شریک ایک نمائندے نے ہی دوسرے روز کے اخبارات میں کر دی ہے، جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ اس سیمینار کی آخری نشست میں،

• ایسے اعلانات کئے گئے ہیں جن سے نہ صرف مجھے بلکہ اُمّتِ مسلمہ کے کسی بھی باشعور فرد کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا حرمین شریفین مراکزِ عقیدت و محبّت اور مراکزِ عبادت ہیں اور دنیا کا کوئی بھی مسلمان ان مراکز کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے ایسے عناصر کی مذمّت کی جو سرزمینِ مقدس کو سیاسی جھگڑوں کی آماجگاہ بنانا چاہتے ہیں اور حرمین شریفین کے تقدس کو اپنے دینی مقاصد کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں" (نوائے وقت" ۶ اگست ۱۹۸۴ء)

یہ وضاحت و اعلان اُس قرارداد کی مذمت کے لئے کافی ہے جس میں حرمین شریفین کی تولیت عالم اسلام کے نمائندوں کی کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اس پر مزید گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ یہ انتہائی عاقبت نااندیشانہ مطالبہ ہی نہیں، بلکہ سخت شر انگیز بات ہے جو یکسر ناقابلِ قبول ہے۔

بعض مطالبات ایسے ہیں جو سعودی حکومت کی داخلی پالیسی سے متعلق ہیں جس میں اُسے شریعت اور اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنانے کا حق حاصل ہے۔ ایسے مطالبات کا مقصد بھی شر انگیزی اور ایک برادر اسلامی ملک کے خلاف غلط پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہیں۔

البتہ اجتماع کی یہ قرارداد ذرا وضاحت طلب ہے جس میں
"مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مقاماتِ مقدسہ کو منہدم
کرنے کی مذمت کی گئی اور حکومت سعودی عرب سے ان کے
دوبارہ تعمیر کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک کے نمائندوں پر مشتمل
مقاماتِ مقدسہ کی تعمیر نو کمیٹی تشکیل دیئے جانے کا مطالبہ کیا گیا"
(نوائے وقت ۵ اگست ۱۹۸۴ء)

یہ قرارداد مذمت اس لیے وضاحت طلب ہے کہ اس
میں "مقاماتِ مقدسہ" کے انہدام کا الزام سعودی حکومت پر
لگایا گیا ہے جس سے عوام میں سعودی حکومت کے خلاف ایسی
غلط فہمیاں پھیلیں گی جن سے سعودی حکومت کا دامن پاک ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حرمین شریفین میں مسلمانوں کے "مقاماتِ
مقدسہ" حرم کعبہ، مسجد نبوی، روضہ رسول ﷺ اور دیگر مساجد ہیں۔
اور یہ بحمداللہ تمام کے تمام نہ صرف محفوظ ہیں بلکہ ان کا انتظام
ایسے اعلیٰ پیمانے پر سعودی حکومت نے سنبھالا ہوا ہے جسے
انسانی مساعی کی آخری حد کہا جاسکتا ہے جس کی تصدیق ہر حاجی
کرے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان کے علاوہ وہ کون سے "مقاماتِ
مقدسہ" ہیں جن کے انہدام کا الزام سعودی حکومت پر لگایا گیا
ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ آج سے ساٹھ سال قبل کا واقعہ ہے
جب سعودی حکومت کے بانی یعنی والی نجد و حجاز سلطان عبدالعزیز
مرحوم نے شریعت اسلامیہ کے مطابق اُن تمام قبروں کو
جو قبہ نما بنی ہوئی تھیں اور شریعت سے بے خبر عوام وہاں
غیر شرعی حرکات کرتے تھے، ڈھا دیا تھا اور ان کو عام سادہ
قبروں کی طرح بنا دیا تھا تاکہ عوام آئندہ اُس گمراہی میں مبتلا
نہ ہوں جس طرح پہلے چلے آرہے تھے۔ ان پختہ قبروں اور قبوں
کو ہی قرارداد میں "مقاماتِ مقدسہ" کہا گیا ہے۔ قبریں بالخصوص
صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام کی قبریں بلاشبہ قابل احترام
ہیں جن کی بے حرمتی قطعاً جائز نہیں۔ لیکن اگر قبریں پختہ کردی
جائیں اور ان پر قبہ نما عمارتیں بنا دی جائیں تو شریعت اسلامیہ
کے مطابق قبروں کی پختگی کو ختم کرکے اور قبوں کو ڈھا کے ان کو
عام قبروں میں تبدیل کر دینا، قبروں کی بے حرمتی قطعاً نہیں ہے۔
بلکہ یہ عین اسلام ہے اور حدیث کی صحیح ترین کتاب "صحیح مسلم"
میں ابوالھیاج اسدی کی یہ روایت موجود ہے کہ "مجھے حضرت علیؓ
نے کہا: ابوالھیاج! کیا میں تمہیں اُس کام پر مامور نہ کروں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کروایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ جاؤ جو بھی
تصویر، مجسمہ (تمثال) تمہیں نظر آئے اسے مٹا دو۔ اور جو قبر زیادہ
اونچی ہو، اُسے برابر کردو" (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب
الامر بتسویۃ القبر)

سلطان عبدالعزیز نے یہی کام کیا ہے جس کی وضاحت
اور تاکید حضرت علی کی اس روایت میں ہے۔ اس سے زیادہ
انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ کسی قبر کی بے حرمتی نہیں، کسی مقام مقدس
کو انہوں نے نہیں ڈھایا۔ لیکن بدقسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں جو
اسلام رائج ہے اس میں پختہ قبریں اور اُن پر قبوں کی تعمیر نہ صرف
جائز ہے بلکہ وہاں پوجا پاٹ کے دیگر مراسم بھی بکثرت بجا لائے
جاتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے لوگوں نے اُس وقت بھی سلطان
عبدالعزیز کے خلاف یہی پروپیگنڈہ کیا تھا جس کا اعادہ اب
۶۰ سال کے بعد زیر بحث قرارداد میں کیا گیا ہے۔

یہ ۱۹۲۴ء - ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ راقم چاہتا ہے کہ
اس کی ضروری تفصیل یہاں پیش کر دی جائے تاکہ ایک تو پروپیگنڈے
کی حقیقت واضح ہو جائے۔ دوسرے سلطان عبدالعزیز کے
اقدام کی نوعیت سے لوگ آگاہ ہو جائیں اور عوام کسی غلط فہمی
کا شکار نہ ہوں۔ اس سلسلے کے حقائق و واقعات اُس دور میں
شائع ہو چکے ہیں جب سلطان عبدالعزیز (والد شاہ فیصل
و شاہ خالد و شاہ فہد وغیرہ) نے سرزمین حرمین سے شریف حسین
مکہ (جو انگریز کا حمایتی و طرفدار تھا اور جس نے عملاً عالم اسلام
کے مسلمانوں کے لئے حج کرنا انتہائی دشوار کر دیا تھا) کا اقتدار
ختم کرکے نجد و حجاز کا انتظام سنبھالا اور تمام پختہ قبریں مسمار
کرکے ان کو شریعت اسلامیہ کے مطابق کر دیا تھا۔ سلطان کے

اس اقدام کو تو چونکہ خلافِ شریعت ثابت نہیں کیا جا سکتا تھا، اس لئے توہم پرست لوگوں نے الزام تراشی کا راستہ اختیار کرکے اپنے دل کا بخار نکالا اور اس طرح کی من گھڑت چیزیں پھیلائیں کہ سلطان عبدالعزیز نے کئی مسجدیں مسمار کر دی ہیں، قبروں کی بے حرمتی کی ہے اور یہ شخص اب روضۂ رسولؐ کی بے حرمتی کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا، وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ اُس دور میں تحقیقِ حال کے لئے ہندوستان (متحدہ ہند) سے علماء کا ایک وفد مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے (جس میں چوٹی کے علماء واعیان اور ممبرانِ کونسل شامل تھے) خود حجاز گیا اور وہاں کے تمام حالات کا جائزہ لیا اور وہاں کے افسرانِ بالا اور خود سلطان عبدالعزیزؒ سے مل کر اصل حالات معلوم کئے۔ اس وفد نے وہاں سے واپس آکر جو رپورٹ دی وہ اس وقت شائع ہو گئی تھی۔ یہاں اُس رپورٹ سے چند اہم اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ انہدامِ قبور و قباب کے الزام کی حقیقت واضح ہو جائے۔

وفدِ مذکور نے جب مآثر و مقابر کے گرانے سے متعلق استفسار کیا تو سلطان نے اس کے جواب میں جو کہا، وہ وفد کے الفاظ میں حسبِ ذیل ہے۔

"مآثر و مبانی کی سردست اس طرح اصلاح کرا دی جائے گی کہ ان کا احترام قائم رہے اور یہ محفوظ رہیں لیکن ان کی دوبارہ تعمیر کے متعلق انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ بلادِ مقدسہ میں صرف شریعتِ اسلامیہ ہی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور اسی قانونِ شرعی کا یہاں نفاذ ہو گا، جس کی تشریح سلفِ صالح اور ائمہ اربعہ نے کی ہے۔ اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کر دیں کہ دوبارہ ان مآثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو میں سونے چاندی سے انہیں تعمیر کرانے کے لئے مستعد ہوں۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے تمام مآثر اور مبانی کا جو دنیا کے محققین علماء فیصلہ کریں گے اس کے موافق عمل کیا جائے گا اور علماء کے فیصلے سے قبل کے تمام چیزیں اصل شکل پر قائم رکھی جائیں گی۔ البتہ روضۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ اس کا تحفظ اور بقا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے اور جس کی حفاظت کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر قربان کر دوں گا۔ اس لئے میں نے مدینہ منورہ میں ایسی فوج بھیجی ہے جو مصالح شناس ہے اور انشاء اللہ وہ تمام مآثر کا احترام ملحوظ رکھے گی۔"

ہم (وفد) نے صرف اسی زبانی گفتگو پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان تمام مسائل کے متعلق سلطان عبدالعزیز سے ایک بلاغ لکھوا لیا جو رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے۔" (رپورٹ ص۱۲)

وفدِ مذکور نے سلطان مرحوم سے جو تحریری بلاغ (اعلان) حاصل کیا تھا، اس کا ترجمہ رپورٹ ہی سے درج ذیل ہے۔

اعلانِ عام

"عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود کی طرف سے، مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے نام۔

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد۔ جو روزِ قیامت میں شفیع ہوں گے۔

اما بعد! یہ کہ میں نے وفد جمعیت خلافتِ ہند اور جمعیۃ العلماء کے نمائندوں سے اُن مسائل کے متعلق گفتگو کی جن کا علم مسلمانوں کو ضروری ہے اور جن کے متعلق ہمارے خیالات کی حقیقت جاننا اہم ہے۔ پورے اخلاص و صراحت کے ساتھ گفت و شنید ہوئی۔ اور خدا کا شکر ہے ہمارے اور ان کے درمیان تمام مسائل زیرِ بحث میں پورا اتفاق ہو گیا۔

حق کے دشمن اور باطل کے دوست افتراء کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے اور اپنی سعیِ باطل سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ سیدھے سادے مسلمانوں کے قلوب میں غلط خیالات پیدا کر رہے ہیں جنہیں حقیقتِ حال کا پتہ نہیں ہے۔ اور جو نہیں جانتے کہ ہماری پالیسی کیا ہے؟ ان افتراء پردازیوں کے تدارک کے لئے میں حسبِ ذیل اعلان کرتا ہوں

جس سے دلائل کی روشنی میں حق و باطل کی تمیز ہو جائے گی۔

(۱) میں ان قوموں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے ساتھ حق کی مدافعت کی اور ہندوستانی قوم کا خاص طور سے شکرگزار ہوں کہ اس نے ایسے وقت میں عربوں کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ اور ان کے قضیے کی طرف توجہ کی جب کہ عرب خود آپس کی آویزش و عداوت میں مبتلا ہو کر اپنے دینی اور وطنی فریضے کو بھول چکے تھے۔ میں اس لئے بھی مسلمانانِ ہند کا خاص طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سب سے پہلے میری دعوت پر لبیک کہی۔ خدا انہیں بہتر جزا دے۔

(۲) میں اب بھی اسی قول پر قائم ہوں جس کا اظہار میں نے عالم اسلامی کو دعوت دیتے وقت کیا تھا۔ مؤتمر کے انعقاد کی ضرورت ہے جو ان امور پر غور کرے جو حجاز کے تمام مسلمانوں کے لئے اہمیت رکھتے ہیں۔ راستے کی اصلاح و حفاظت، ہر زائر کے لئے راحت و آرام کے وسائل کی فراوانی، ڈاک وغیرہ کے امکان کی سہولت، ایسے امور کے انتظام کے متعلق حجاز میں ہم اور وہ مل کر ذمہ داری قبول کریں۔ راستے کھلنے کے بعد ہی[1] عنقریب ایسی مؤتمر اسلامی کی دعوت پھر دی جائے گی۔

(۳) حجاز کی کامل آزادی کی حفاظت ہم اپنی جان تک سے کریں گے کہ غیر مسلم کا اثر حجاز میں قائم نہ ہو۔ اس میں ہمارے دین و شرف کی حفاظت ہے۔

(۴) بلادِ مقدسہ کا قانونِ عام شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو گا۔ اور تمام مسائل کا فیصلہ غور و خوض کے بعد تمام ممالک کے محقق علماء کریں گے۔

(۵) میں اس بات کو نہایت زور و تاکید کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ مدینہ منورہ حَرَمًا اٰمِنًا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں قتل و غارت و بربادی جائز نہیں، اس کے شرف و احترام کی حفاظت کی وجہ سے میں عرصے سے صرف اس محاصرے پر اکتفا کر رہا ہوں۔ حالانکہ اس میں بہت مالی نقصان ہو رہا ہے۔ اور حالانکہ خدا کی مدد سے میں مدینہ منورہ پر ایک گھنٹے میں قبضہ کر سکتا ہوں لیکن میں بلاد و عباد کی سلامتی چاہتا ہوں۔ میں نے لشکر کو حکم دے دیا ہے کہ کسی صورت میں بھی مدینے پر ہجوم نہ کرے اور اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ دشمن خود ہتھیار ڈال کر حوالے نہ کر دے۔ مدینہ منورہ میں جو عمارتیں ہیں ان کے متعلق سابقہ دفعہ کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

ہمارے دشمن مشہور کر رہے ہیں کہ جب ہم مدینہ پر قبضہ کریں گے تو روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہدم کر دیں گے۔ حاشا، کوئی مسلمان ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو میں اس کی حفاظت میں اپنی جان، مال، اولاد قربان کر دوں گا، میں اللہ کے حرم مکہ اور رسول کے حرم مدینہ میں کوئی فرق نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو حَرَم بنایا۔ جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم کیا۔ میری اللہ سے دعاء ہے کہ اس کام کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو۔"

۲۸ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ — مُہر سلطان

اعلان کے مطابق عمل

احترام مدینہ کے سلسلے میں سلطان عبدالعزیز نے جو یقین دہانی کرائی تھی، اس پر کتنی سختی سے عمل درآمد کرایا گیا۔ اس کا اندازہ سلطان کے ان احکام سے کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنی اس فوج کو دیئے جو مدینے کو فتح کرنے پر مامور تھی۔ اس کی کچھ تفصیل اسی دور کے ایک ہندوستانی اخبار نے حجاز کے ایک مؤقر اخبار کے حوالے سے شائع کی تھی جو حسب ذیل ہے۔

---

[1] سلطان کا اس وقت تک پورے حجاز پر کنٹرول نہیں ہوا تھا اور بعض علاقوں میں ابھی تک جنگ یا حالتِ جنگ موجود تھی جس کی وجہ سے راستے مخدوش تھے۔

[2] سلطان مرحوم کے متعلق اُن کے دشمنوں اور مذہبی مخالفین نے یہ افواہ بھی اڑائی تھی کہ سلطان انگریزوں کا حامی ہے اور اب وہاں انگریز کا تسلط ہو جائے گا۔ سلطان مرحوم نے ان الفاظ میں اس افواہ کی تردید کی ہے۔

"اسی ہفتے کی ڈاک میں ہمارے پاس "اُمّ القریٰ" کا جو پرچہ پہنچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود نے مزید احتیاط کے لئے نجد کے ایک مشہور عالم شیخ عمر بن سلیم کو مدینہ منورہ بھیج دیا ہے تاکہ وہ شرعی حیثیت سے محاصرۂ فوج کی نگرانی کریں اور دورانِ جنگ میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرنے دیں جو حُرمت مدینہ کے منافی ہو۔ اس کے ساتھ ایک فرمان فوج کے نام بھی بھیجا، جس میں خدا کا واسطہ دے کر اُسے حکم دیا ہے کہ حدودِ حرم میں دشمنوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہ کریں۔ "اُمّ القریٰ" کا بیان ہے کہ نجدی فوج کو سُلطان کے ان پے در پے تاکیدی احکام سے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ چنانچہ وہ ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ "جب نجدی فوج نے سلطانی احکام کے مطابق ہر قسم کی جنگی کارروائیوں کو بند کر دیا تو مدینے کی محصور فوج کو یہ گمان ہوا کہ اب شاید نجدیوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور یہ سوچ کر انہوں نے عین نمازِ فجر کے وقت ہمارے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ اوّل اوّل تو اس اچانک حملے سے ہماری فوج میں سخت انتشار پیدا ہو گیا اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی، مگر بعد میں اپنی قوت کو مجتمع کر کے ان پر جوابی حملہ کیا اور انہیں مارتی ہوئی مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی لیکن عین شہر کے سامنے جب کہ فتح کے دروازے بالکل کھلے ہوئے تھے، دفعتہً شیخ عمر بن سلیم نے فوج کو للکارا کہ "خبردار" آگے نہ بڑھنا، سُلطان کی نافرمانی تمہیں سخت سزا کا مستوجب بنا دے گی"۔ آخر مجبوراً ہماری فوج کو رک جانا پڑا۔ اور مدینے کی فتح مکمل ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ان نقصانات سے ابن سعود کی فوج میں جیسی کچھ بددلی پھیل رہی ہو گی اُس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ لیکن وہ عالی ظرف انسان احترامِ مدینۃ الرسول کی خاطر نہ صرف ان تمام باتوں کو برداشت کر رہا ہے بلکہ دنیائے اسلام کو مطمئن کرنے کے لئے اپنی فوج کو تاکید کر رہا ہے کہ وہ ذلیل و محکوم ہندوستانیوں کے نمائندوں کی نگرانی و ہدایت پر عمل کرتے ہوئے۔ حالانکہ کوئی خود دار بادشاہ اپنی فوج کے لئے اس ذلت کو پسند نہیں کرتا"۔

(اخبار "الجمعیۃ" دہلی ۱۰۔ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۲، کالم ۲)

یہ تمام تفصیلات شائع شدہ ہیں۔ راقم نے یہ تمام اقتباسات "مسئلہ حجاز پر نظر" مؤلفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم مطبوعہ ۱۹۲۵ء سے نقل کئے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات ڈاکٹر حکیم ملک عنایت اللہ نسیم سوہدروی نے اپنی کتاب "مولانا ظفر علی خاں اور ان کا عہد" میں بھی نقل کی ہیں۔

ایک ضروری وضاحت

وفدِ خلافت کے سلسلے میں یہ وضاحت بھی کر دینی نامناسب نہ ہو گی کہ تین مرتبہ ہندوستان سے خلافت کمیٹی کی طرف سے وفد گئے۔ پہلا وفد ۱۹۲۴ء میں سیّد سلیمان ندوی کی قیادت میں گیا۔ جب کہ شریف حسین اور سلطان عبدالعزیز کے درمیان جنگ جاری تھی۔ اس وفد کو شریف حسین کے لڑکے امیر علی نے سلطان عبدالعزیز تک نہ جانے دیا۔ بالآخر دو مہینے کے قیام کے بعد یہ وفد جدہ سے ہی واپس آ گیا۔

دوسرا وفد ۱۹۲۵ء میں گیا۔ جس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں۔ مولانا محمد عرفان اور شعیب قریشی وغیرہ تھے۔ اور اس وقت سلطان کی پیش قدمی جاری تھی جس کی وجہ سے مقابر و مآثر کے گرانے کی افواہیں گرم اور اس کی وجہ سے ایک خاص طبقے کے جذبات میں گرمی تھی۔ وفدِ خلافت کی جو رپورٹیں ان دنوں شائع ہوئیں، جن کا کچھ حصہ اُوپر نقل کیا گیا ہے۔ اسی دوسرے وفد کی ارسال کردہ ہیں۔

تیسرا وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء میں اُس وقت گیا جب پُورا حجاز سلطان عبدالعزیز کے زیرِ انتظام آ گیا تھا اور سُلطان نے حسبِ وعدہ ایک مؤتمر اسلامی کا انعقاد کیا تھا جس میں حجاز سے متعلقہ مسائل پر غور و خوض کرنا تھا، اسی مؤتمر میں شرکت کے لئے یہ وفد گیا تھا، اس کی قیادت بھی پہلے وفد کی طرح سید سلیمان ندوی نے کی تھی اور اس کے ارکان مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور شعیب قریشی تھے۔ اس موقعے پر ہندوستان

؎ سلطان نے فوج کو حکم دیا تھا کہ وہ ہندوستانی وفد کی نگرانی میں کام کرے یہاں اسی طرف اشارہ ہے۔

سے دو وفد اور بھی گئے تھے۔ ایک اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے، اور دوسرا جمعیۃ العلمائے ہند کی طرف سے، اس مؤتمر میں بھی حجاز کی سلطنت اور وہاں غیر مسلم اثر و نفوذ وغیرہ مسائل کے ساتھ انہدام قبور کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا اور ہندوستانی وفد نے اس طرف توجہ دلائی کہ اس معاملے میں عجلت سے کام لیا گیا ہے جس کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ اگر یہی کام عالم اسلام کے محقق علماء کی آراء حاصل کرنے کے بعد کیا جاتا (جو آپ کی رائے سے مختلف نہ ہوتیں) تو زیادہ بہتر ہوتا اس کے جواب میں سلطان مرحوم نے فرمایا۔

"آپ نے جو کچھ کہا صحیح ہے، میں دل سے یہی چاہتا تھا لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ لوگ ہماری قوم سے واقف نہیں ہیں، اُن کے متعصب قبائل نے دھمکی دی کہ ہم نے اس لئے جہاد اور اپنا جان و مال قربان کیا تھا کہ مراسم شرک کا استیصال اور قرآن و سنت کو قائم کیا جائے۔ اس لئے جلد سے جلد ان قبوں اور عمارتوں کو منہدم کر دیا جائے، ورنہ ہم خود ان کو گرا دیں گے۔ اس دھمکی کے بعد ہمارے لئے دو ہی صورتیں تھیں یا ان کو بزور اس سے روکتے یا گرانے کی اجازت دے دیتے پہلی صورت میں خانہ جنگی کا اندیشہ تھا اور دوسری صورت میں فتنہ و فساد کا۔ جس سے اہل مدینہ کو بھی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑتا۔ اور دوسری عمارتوں کو بھی صدمہ پہنچتا۔ اور ان کا مطالبہ غیر شرعی بھی نہیں تھا بلکہ خدا و رسول کے حکم اور کتاب و سنت کے مطابق تھا۔ اس لئے میں نے قاضی القضاۃ سے خواہش کی کہ وہ خود مدینہ جا کر اس کام کو انجام دیں۔ جو چیز خدا و رسول کے حکم کے مطابق ہے اس میں اختلاف نہ ہونا چاہیئے" (دیکھئے "حیات سلیمان" مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۲۵۷ - ۲۵۹)

تائیدِ مزید

مذکورہ تفصیلات کی تائید اُس دور کے اکابر اہل علم کی تحریرات و تقاریر سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی اپنے ایک خطبہ صدارت میں، جو انہوں نے جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ کلکتہ (۱۹۲۶ء) میں پڑھا تھا، لکھتے ہیں۔

"خدا کا شکر ہے کہ حجاز میں بدامنی اور جنگ کے بجائے امن و امان کا دور دورہ ہے۔ گذشتہ سال جو حاجی گئے اور امسال جو وفد خلافت گیا۔ سب نے راستوں کی مامونیت اور قبائل کی اطاعت اور حالات کی درستی کی اطلاع دی اور سلطان کی ذاتی خوبیوں اور لیاقتوں کی تعریف کی۔ اثنائے جنگ میں بعض مقدس عمارتوں کے ساتھ بے ادبی کی اطلاعیں بہت کچھ مبالغہ آمیز نکلیں۔ حجاز کے آثار صحیحہ کی بقاء و استحفاظ کی آرزو ہر مسلمان دل میں موجود ہے۔ اور یقیناً آئندہ مؤتمر اسلامی کا فرض ہوگا کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری موجودہ حکومت حجاز سے حاصل کرے۔ اس بارے میں جمعیۃ العلماء سے یہ درخواست بے جا نہ ہوگی کہ مقابر و آثار متبرکہ صحیحہ کے متعلق ہر طرح تحقیق کر کے قرآن پاک، احادیث صحیحہ اور آثار سلف سے جو کچھ شرعی احکام ثابت ہوں۔ ان سے مسلمانوں کو باخبر کرے اور علمائے نجد و حرمین کو بھی اس سے متفق بنانے کی کوشش کی جائے" (جمعیۃ العلمائے ہند، مرتبہ پروین روزینہ، اسلام آباد، جلد اول ص ۳۵۶)

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی اکتوبر ۱۹۲۵ء میں — امیر ابن سعود اور حرمین شریفین اور گنبدوں کے انہدام کا حادثہ — کے عنوان سے ایک نہایت فکر انگیز مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون سے بھی گزشتہ تفصیلات کی تائید ہوتی ہے لیکن قبل اس کے کہ مولانا آزاد کے اقتباسات پیش کئے جائیں۔ اُس پس منظر کی وضاحت ضروری ہے جس میں وہ مضمون لکھا گیا تھا۔

سلطان عبدالعزیز سے قبل حجاز (مکہ، مدینہ طائف وغیرہ) کا گورنر شریف حسین تھا جو ترکی کی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مقرر تھا۔ شریف حسین خلافت عثمانیہ سے بغاوت کر کے نہ صرف انگریزوں کے ساتھ مل گیا بلکہ اُس نے ایک طرف عرب کے بعض دوسرے حصوں مثلاً شام، فلسطین اور عراق میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے لئے مداخلت کا دروازہ کھول دیا اور دوسری طرف اس نے حرمین شریفین میں ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ حتیٰ کہ

مسلمانانِ عالم کے لئے حج کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں سلطان عبدالعزیز، جو ان دنوں نجد و ملحقات کا والی تھی، میدانِ جنگ میں اترنے پر مجبور رہا۔ اُس نے اپنے ایک جرنیل خالد بن لوئی کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس کے نتیجے میں طائف فتح ہو گیا اور مکہ معظمہ کا راستہ کھل گیا۔ انہی ایام میں شریف حسین کی حکومت سے دست برداری کے بعد اس کا بیٹا امیر علی حجاز کا بادشاہ بن گیا۔

اسی اثناء میں سلطان عبدالعزیز کے عساکر نے حجاز کے باقی حصے بھی سخر کر لئے۔ آخر امیر علی جدہ چھوڑ جانے پر مجبور ہو گیا۔ نجدی جرنیل (خالد بن لوئی) نے طائف نیز مکہ معظمہ میں بعض قبّے منہدم کرا دیئے۔ جہاں لوگ بت پرستوں کی طرح مشرکانہ مراسم عبادت بجا لاتے تھے۔ جس پر سلطان کے مذہبی مخالفین نے شور مچا دیا۔ مولانا آزاد نے جب یہ مضمون لکھا تھا، اُس وقت سلطان عبدالعزیز نجد سے حجاز پہنچ کر مکہ معظمہ میں امورِ نظم کا کفیل بن چکا تھا۔ تاہم امیر علی جدہ پر قابض تھا جو حاجیوں کی بندرگاہ تھا اور اس نے حاجیوں کے لئے اس بندرگاہ کو بند کر دیا تھا۔ چنانچہ سلطان نے فوراً قنفذہ، لیث اور رابغ کی بندرگاہوں میں حاجیوں کے اترنے کا انتظام کر دیا۔ یوں یہ مضمون گویا حجاز کے آخری فیصلہ ہو جانے اور سلطان عبدالعزیز کے ملک الحجاز والنجد بن جانے سے پیشتر کا ہے۔

اب مولانا کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلے مولانا نے بعض مقابر و مشاہد کے گنبد گرائے جانے کی خبر سے جو اضطراب پیدا ہوا، اُس کے اسباب گنائے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کج اندیش، باطل پسند، امیر علی کے ایجنٹوں اور خلافت کمیٹی سے ذاتی عناد رکھنے والوں نے یہ شور مچایا۔ مولانا کے الفاظ ہیں "پیشتر سے مختصر عناصر اور گوشے پیش رفت کار کے منتظر تھے۔ اس مہلت نے لطیفۂ غیبی کا کام دیا۔ اب سب یکجا و ہم آہنگ ہو گئے۔ علم و تحقیق کے فقدان اور افراط و تفریط کے ذوق، فرقیانہ تعصب کی آوارگی اور اہل اغراض و اہوا کی فتنہ پردازیوں نے ایک ہنگامۂ حقیقت آشوب برپا کر دیا۔ ایک طرف امیر علی کے ایجنٹ ہیں ..... دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہیں مرکزی خلافت کمیٹی یا اس کے بعض ارکان سے ذاتی مخالفتیں تھیں۔ ان کی فرصت طلبی بھلا یہ موقع کیوں جانے دیتی؟ وہ بھی پوری سرگرمی سے شریک کار ہو گئے" (تبرکات آزاد، مرتبہ مولانا غلام رسول مہر۔ صفحہ ۲۶۲۔۲۶۳)

۲:۔ دوسرا سبب فرقہ بندیوں کا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"تیسری طرف جسم اُمت کا مرضِ مزمن ہے۔ یعنی مذہبی فرقہ بندیوں کا فتنۂ خوابیدہ۔ اسے بھی چیخ چیخ کر بیدار کیا جا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ اصلی معاملے پر اعتدال کے ساتھ رائے قائم کی جائے، کوشش کی جا رہی ہے کہ عامۃ الناس میں کسی نہ کسی طرح مذہبی فرقہ بندی کے تعصب کی آگ بھڑک اٹھے" (ص ۲۶۳)

۳:۔ تیسرا سبب عوام کی بھیڑ چال ہے۔ مولانا لکھتے ہیں۔

"مصیبت ہر طرح عوام کے لئے ہے۔ وہ صرف جذبہ و جوش کی مخلوق ہیں۔ نہ ان میں دماغ ہے نہ ارادہ و اختیار۔ فوری تاثر و انفعال ان کا خاصۂ مزاج ہے۔ جب چاہیئے تھوڑی دیر کے لئے برانگیختہ کر دیجئے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ بہ آسانی مذہبی جذبات ہیجان میں لائے جا سکیں۔ اس فتنہ آرائی میں نہ تو اخلاص ہے، نہ سچائی۔ جھوٹ کا کارخانہ کتنا ہی مضبوط بنایا جائے، آخر اسے ٹوٹنا اور نابود ہونا ہے۔ دوام و ثبات صرف حقیقت ہی کے لئے ہیں" (ص ۲۶۴)

اس کے بعد مولانا نے مسلمانوں کو اتباعِ حق اور اعتدالِ فکر کی دعوت دی ہے کہ ہمیں اشخاص اور جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے پیش نظر صرف مقاصد اور اصول ہیں۔ ہمیں نہ امیر ابن سعود سے کوئی تعلق ہے۔ نہ شریف حسین اور امیر علی سے کوئی ذاتی مخالفت۔ جو کچھ ہے اسلام کے لئے ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اگر ہم حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے بھی اپنے اندر بے طرفدارانہ اور مخلصانہ روحِ عمل پیدا نہیں کر سکتے تو ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ ہم اسلام کے اہم ترین مقاصد کے لئے کچھ نہیں کر سکتے" (ص ۲۶۴)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

" یہ ظاہر و معلوم ہے کہ شریف حسین کا مفسدانہ قبضۂ حجاز اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک بدترین تاریخی مصیبت تھا۔ حب الوطنی کے نقطۂ خیال سے اس کا اخراج ہر عرب کے لئے ایک قومی فرض تھا اور شرعی احکام کی رُو سے تمام مسلمانانِ عالم پر فرضِ کفایہ تھا۔ تاہم مسلمانانِ ہند اور خلافت کمیٹی نے امیر ابن سعود سے التجائیں نہیں کیں کہ شریف حسین پر حملہ کر دے۔ اور جب اس نے خود بخود حملہ کیا تو شریف کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے کہ نامردوں کی طرح بلا مقابلہ بھاگ جائے۔ جو کچھ پیش آیا وہ وہاں کی حالت کا قدرتی نتیجہ تھا۔ خود شریف حسین ہی کی بداعمالیاں اس کا باعث ہوئیں۔ زیادہ تر اس کا وہ ظالمانہ طرزِ عمل باعث ہوا جو نو سال سے اہلِ نجد کے خلاف عمل میں لا رہا تھا۔ اور ان پر حج کا دروازہ بند کر دیا تھا جس کی بندش کے بعد مسلمانوں پر قتال واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ خلافت کمیٹی کا فرض تھا کہ اس موقعے پر اصلاحِ حال اور حفظِ مصالح کے لئے جو کچھ کر سکتی تھی، اس میں کوتاہی نہ کرتی۔ اب فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اس نے ایسا کیا یا نہیں؟

ہر انسان جس کا تعصب اس درجے تک نہ پہنچا ہو کہ حقائق کے انکار پر آمادہ ہو جائے، تسلیم کرے گا کہ خلافت کمیٹی نے حملۂ طائف کی خبر سُنتے ہی وہ سب کچھ کیا جو مسلمانانِ ہند یا کوئی ایسی ہی جماعت موجودہ حالات میں کر سکتی تھی۔ اس نے نجد کے حملے کی خبر سُنتے ہی امیر ابن سعود کے نام پے در پے پیامات بھیجنے شروع کر دیئے جن میں جنگ و خون ریزی کے امتناع اور تمام مقامات و مزاراتِ حجاز کی حفاظت کے لئے صاف صاف لفظوں میں زور دیا گیا تھا...... امیر ابن سعود کی جانب سے جو جوابات موصول ہوئے وہ مع کمیٹی کے پیغامات کے ہر وقت مشتہر ہوتے رہے۔ لڑائی کی نسبت امیر موصوف کا جواب تھا کہ " ذمہ داری ان پر نہیں، شریف پر ہے " مقدس مقامات کے حفظ و احترام کی نسبت جواب وہی تھا جو قدرتی طور پر مسلمان کا ہو سکتا ہے یعنی ان کا پورا احترام ملحوظ رہے گا۔ خلافت کمیٹی نے اس پر بھی قناعت نہیں کی۔ ایک وفد بھیجا تاکہ ابن سعود سے مل کر مستقبلِ حجاز پر گفت و شنید کرے اور اہلِ نجد کے طرزِ عمل اور قبضۂ حجاز کے نتائج کا بچشمِ خود معائنہ کرے۔ ہر شخص جانتا ہے اس وفد کی تحقیق و معائنہ میں جو طاقت حائل ہوئی وہ ابن سعود کی نہ تھی جو بار بار دعوتیں دے رہا اور انتظام کر رہا تھا۔ بلکہ امیر علی اور اس کی مفسدانہ اور خود ساختہ حکومت جدّہ کی تھی۔ جس نے وفد کو آگے بڑھنے کا موقعہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ (تاہم سلطان عبدالعزیز بن سعود کے متبادل انتظامات کی وجہ سے دیگر حاجیوں کے ساتھ وفدِ خلافت کمیٹی بھی حجاز پہنچا)

ان نمائندوں نے وہاں جا کر امیر ابن سعود کے حسنِ انتظام و ادارت کے ہر طرف مناظر دیکھے، وہاں یہ بات بھی دیکھی اور معلوم کی کہ بعض قبائلِ نجد نے داخلۂ مکہ کے بعد بعض مقابر و مشاہد کے گنبد گرا دیئے، اور بعض کے بعض حصص عمارت منہدم کر دیئے۔ انہوں نے اس بات پر پوری سرگرمی کے ساتھ اعتراض کیا۔ اور آئندہ کے لئے اطمینان چاہا کہ ایسے واقعات ظہور میں نہ آئیں گے۔ امیر موصوف نے پوری کشادہ دلی اور آمادگی کے ساتھ اعتراضات سُنے۔ حقیقتِ حال واضح کی اور آئندہ کے لئے وضاحت اور وثوق کے ساتھ اطمینان دلایا۔

ہر طرح کی غلطی اور غلط فہمی برداشت کی جا سکتی ہے لیکن جہل و تعصب کا کیا علاج ہے؟ جن گرفتارانِ جہل نے سمجھ بوجھ اور انصاف کے خلاف قسم کھا لی ہو، انہیں کوئی سمجھائے تو کیونکر؟ ہم علم و انصاف سے اپیل کر سکتے ہیں لیکن علم و انصاف خلق نہیں کر سکتے۔ معاملاتِ حجاز میں ہمارا سابقہ شریف حسین سے بھی رہ چکا ہے، اب امیر ابن سعود سے بھی درپیش ہے۔ جو واقعات پیش آئے اور پیش آ رہے ہیں، تمام دنیا پر آشکارا ہیں۔ جوش میں آنے اور لڑنے کی کوئی بات نہیں۔ ٹھنڈے دل سے صرف اتنی بات پر غور کر لو کہ جہاں تک ہماری کوشش اور اس کی اثر پذیری کا تعلق ہے ان

دونوں زمانوں میں صورتِ حال کیا رہی ہے؟

اس کے بعد مولانا نے بتلایا ہے کہ شریف حسین کے پاس سوائے انگریز کے پُرفریب وعدوں کے کوئی قوت نہ تھی (۲) مرکزِ اسلام میں اس کا الحاد و ظلم اور فتنہ و فساد اس درجے کا تھا کہ پوری تاریخ اسلام میں بہ حیثیتِ مجموعی اپنی نظیر نہیں رکھتا (۳) کامل نو سال تک نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس سے بیزار رہے اور اس کی مخالفت و سرزنش میں ہم آہنگ۔

بایں ہمہ اس نے ایک لمحے کے لئے مسلمانانِ ہند یا کسی حصۂ عالم کے مسلمانوں کا اتنا حق بھی تسلیم نہیں کیا کہ اپنی خواہشیں اس کے اعمال کے خلاف پیش کریں۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک مرتبہ بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے کہ اس کے ظالمانہ و مفسدانہ اعمال کے خلاف کوئی ایک احتجاج یا اعتراض تسلیم کرائیں یا کوئی وعدہ۔ کوئی اعتراف، کسی طرح کی بھی اطمینان دہی کا اطمینان حاصل کر سکیں۔

لیکن اس کے برخلاف امیر عبدالعزیز ابن سعود، عرب کی سب سے بڑی مسلح قوت کا مالک ہے۔ اس نے بزورِ شمشیر شریف کو فرار پہ مجبور کیا اور حجاز پہ قابض ہو گیا (۲) اس نے مرکزِ اسلام کو ایک ایسے فتنے سے پاک کیا جس کا ازالہ تمام مسلمانانِ عالم پر فرضِ کفایہ تھا (۳) اس کا داخلہ حجاز کے لئے امن و انتظام کی بشارت تھا۔ اس نے اپنی حیرت انگیز قوتِ تدبر و سیاست سے وہاں کی تمام روایتی بدامنیاں دُور کر دیں۔ عرصے کے بعد وہاں حُجاج کو امن و عدالت کی صورت نظر آئی۔

بایں ہمہ مسلمانانِ ہند کے نمائندے جلتے ہیں اور اس کی فوج اور اس کے فرستادہ شریف خالد کی اس کارروائی پر اعتراض کرتے ہیں کہ بعض مقابر و مشاہد گرا دیئے گئے۔ ان عماراتِ محدثہ کے گرانے کے باب میں اگرچہ اس کے پاس دلائلِ شرع کا انبار ہے، تاہم وہ مسلمانانِ ہند کے حقِ اعتراض کا اعتراف کرتا ہے، اعلانِ عام کرتا ہے اور ہر طرح اطمینان دلاتا ہے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ ظہور میں نہ آئے گا۔ اب خدارا انصاف کرو دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت قابلِ اطمینان ہے

کیا فہم و انصاف کا اس قدر قحط ہو گیا کہ اتنی صاف اور قطعی بات بھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا (تبرکاتِ آزاد ص ۲۶۲-۲۷۰)

مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ پورا مضمون بڑا اہم اور قابلِ مطالعہ ہے۔ ہم نے اس کے ضروری حصے ہی نقل کئے ہیں، جن سے سلطان عبدالعزیز کے مذہبی مخالفین کے اعتراضات کی پوری حقیقت واضح اور سلطان مرحوم کے اقدامات کی تائید و تصویب اور اس کی مومنانہ فراست اور خداداد صلاحیتِ نظم و تدبیر آشکارا ہو جاتی ہے۔

مولانا ظفر علی خاں نے بھی متعدد نظموں میں سلطان مرحوم اور ان کے مخالفین کے بارے میں اظہارِ رائے کیا ہے۔ ذیل میں ان کی نظموں سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں ؎

خطرہ ہے شرقِ اُردن و طرفِ عراق سے
ابنِ سعود شاہِ شریعت نواز کو
یہ اس لئے کہ نجد میں اس نے کیا ہے فاش
دینِ مُبین کے سیزدہ صد سالہ (۱۳۰۰) راز کو
اسلام کو جو عرب میں قرنوں سے ہے نصیب
کھونا وہ چاہتا نہیں اس امتیاز کو

؎ ابنِ سعود کو ملا مرتبۂ ید اللّٰہی
تازہ بہانہ مل گیا رحمتِ کردگار کو
آذریوں کو بزم میں مہلتِ رقص بھی نہ دی
مصطفوی چراغ نے بولہبی شرار کو

؎ نجدیوں پر تھوپ دو الزامِ توہینِ حرم
خواہ انہوں نے بُرجی اس کی ایک بھی ڈھائی نہ ہو

؎ حرم والوں کی جمعیت پریشاں ہو نہیں سکتی
کہ ہے اس دَور میں شیرازہ بند ابنِ سعود اس کا

؎ نہ بچا فریبِ فرنگ سے کوئی تاجور کوئی باجور
مگر اک حرم کا وہ پاسباں جو ہے سربہ سجدہ نماز میں
یہی فیض ابنِ سعود کا یہ ہے لُطفِ ربِّ ودود کا
کہ سلف کے عہد کی رونقیں نظر آ رہی ہیں حجاز میں

مولانا ظفر علی کی یہ نظمیں ان کے مجموعہ ہائے کلام میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اخبار کی تنگ دامانی ان کے نقل کرنے میں مانع ہے تاہم دو شعر اور سُن لیجئے جس میں مسئلہ انہدام قبور میں شیعہ بریلوی اتحاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

شیعہ بریلوی سے گلے مل رہا ہے آج
اور لکھنؤ میں دونوں کا قارورہ مل گیا

شیعوں اور سُنیوں میں ہو چلا ہے اتحاد
یہ بھی اک سازش کہیں یارو کلیسائی نہ ہو

معلوم ہوتا ہے "کلیسائی سازش" کا یہ دائرہ مزید وسعت اختیار کر گیا ہے کہ شیعہ بریلوی اتحاد میں جماعت اسلامی بھی شامل ہو گئی ہے اور اس "تثلیث" نے "حج سیمینار" کے نام پر افتراق و انتشار کا وہ پرانا فتنہ پھر سے کھڑا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے جو ماہ و سال کی گردشوں میں دب گیا تھا۔

بہر حال گزشتہ تفصیلات اور اکابر اہل علم کے بیانات سے واضح ہے کہ سلطان عبدالعزیز پر مقدس مقامات کی بے حرمتی کا الزام بے ثبوت ہے۔ بعض پختہ قبریں یا ان پر بنے ہوئے گنبد اگر کہیں ڈھائے گئے ہیں تو اس سے مقصود کسی کی اہانت نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا حکم سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

شاہ مرحوم کا یہ چیلنج ابھی تک تشنۂ جواب ہے کہ اگر دنیا کے محقق علماء شریعت اسلامیہ کی رُو سے پختہ قبروں اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے کا جواز و استحباب مہیا کر دیں، تو میں ان مآثر و مبانی کو دوبارہ سونے چاندی سے تعمیر کرنے کے لئے تیار رہوں۔

افسوس ہے کہ اس چیلنج کو تو ان کے مذہبی مخالفین نے قبول نہیں کیا اور کوئی معقول ثبوت قبروں کے پختہ بنانے اور ان پر قبے تعمیر کرنے اور وہاں دیگر امور و مراسم کی ادائیگی کا تو پیش کیا نہیں۔ لیکن آج جب کہ یہ بحث کبھی کی ختم ہو چکی ہے۔ اسے دوبارہ اُٹھا کر اُس سعودی حکومت کے خلاف عوام کے ذہنوں کو مسموم کرنے کی سعی کی جا رہی ہے جو اس وقت اپنی بعض کوتاہیوں کے باوصف عالم اسلام کی ایسی واحد اسلامی مملکت ہے۔ جہاں اسلامی سزائیں نافذ ہیں اور عدل و انصاف کا دَور دَورہ ہے۔ اور عالم اسلام اور مسلمانانِ عالم کی فلاح و بہبُود کے لئے اس کے خزانوں کا منہ کھلا ہوا ہے۔ اور جس کے حُسنِ انتظام و سعی سے اطراف و اکنافِ عالم میں اسلام کی تبلیغ کا کام پورے خلوص اور تندہی سے جاری ہے اور پاکستان کے ساتھ بالخصوص جس کے خصوصی برادرانہ و ہمدردانہ تعلقات ہیں اور اس کے عُسر و یُسر کا وہ بے لوث ساتھی ہے۔

الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے سعودی حکومت کے خلاف اس انداز کی مہم کا جس کا مظاہرہ "حج سیمینار" میں دیکھنے میں آیا ہے، کوئی جواز نہیں ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ تحقیق کر کے پتہ چلائے کہ اس پردۂ زنگاری کے پیچھے کون ہے؟ اس کے محرکات و دواعی کیا ہیں؟ اور وہ اصل ہدایت کار کون ہے جس کی تحریک و ایماء پر یہ اداکاری کی جا رہی ہے؟

بقیہ:- قادیانیت کی تشہیر پر پابندی

آرڈی ننس کو ان کے مذہب میں مداخلت قرار نہیں دیا جا سکتا جبکہ احمدیوں کی جانب سے اپنے بزرگوں کے لئے امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین خلیفۃ المؤمنین اور مرزا صاحب کی اہلیہ کو ام المؤمنین کا نام دینا خود کو مومن اور مسلمان ظاہر کرنے کے مترادف ہے کیونکہ صحابہ اور رضی اللہ عنہ کے الفاظ صرف رسول پاکؐ کے ساتھیوں اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کی جانب سے ان الفاظ کا استعمال نہ صرف مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے بلکہ خود کو بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرنے کے مترادف ہے فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ مذکورہ وجوہ کی بنا پر قادیانیوں کے بارے میں آرڈی ننس کو چیلنج کرنے سے متعلق درخواستوں کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے یہ مسترد کی جاتی ہیں۔ (نوائے وقت ۱۳ راگست ۸۴ء)

اطلاعات و اعلانات

لاہور ہائی کورٹ نے "تاریخ تصوف" کی ضبطی کا فیصلہ کالعدم قرار دیدیا

لاہور ہائی کورٹ نے پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کی کتاب تاریخ تصوف کی ضبطی کے خلاف دائر کردہ رٹ درخواست کا فیصلہ سناتے ہوئے متذکرہ کتاب ضبط کرنے سے متعلق حکومت پنجاب کے احکام غیر قانونی اور کالعدم قرار دے دیئے اور ضبط کی گئی کتاب بحال کرنے کا حکم دے دیا۔ حکومت پنجاب نے اگست ۱۹۸۲ء میں متذکرہ کتاب ضبط کرنے کے احکام جاری کئے تھے جو لاہور علماء اکیڈمی کی جانب سے شائع کی گئی۔ فاضل عدالت عالیہ نے رٹ درخواست منظور کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے ضبط کی گئی کتاب تاریخ تصوف میں کوئی ایسا قابل اعتراض مواد نہیں جو مسلمانوں کے کسی فرقے کی دل آزاری کا باعث بنتا ہو اس لئے حکومت پنجاب نے جس چیز کو بنیاد بنا کر کتاب کو ضبط کیا ہے وہ غیر قانونی ہے۔ (نوائے وقت ۱۰ اگست ۸۴ء)

ضرورت امام و مدرس

مسجد ابن تیمیہ اور مدرسہ تدریس دار القرآن ابن تیمیہ

ران باز خیل (میانوالی) میں ایک اہلحدیث عالم کی ضرورت ہے جو امامت، تدریس قرآن اور دیہاتی ماحول میں جمعہ کا خطبہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ تنخواہ ساڑھے پانچ صد روپے ماہانہ اور عید الفطر پر ایک تنخواہ کے برابر بونس دیا جائے گا۔ تنہا ہونے کی صورت میں کھانا مفت دیا جائے گا۔ مدرسہ مکتب اسکیم سے منسلک ہے۔ مستقبل میں مستقل سرکاری ملازمت کے امکانات ہیں نکاح خوانی کا سرکاری رجسٹر بھی مل سکتا ہے۔ سال میں دو مرتبہ ایک ایک جوڑا کپڑوں کا بھی ملے گا۔ ضرورتمند پتہ ذیل پر فوری رجوع کریں (محمد اسلم نیازی ایم۔ اے مکان نمبر ۲-۲۰ محلہ میانہ میانوالی شہر)

انتقال پُر ملال

راقم الحروف کے دادا قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔

مرحوم ایک پاکباز اور پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ تھے۔ تمام جماعتی حضرات سے غائبانہ نماز جنازہ کے ذریعے دعائے مغفرت کرنے کی اپیل ہے۔ (محمد اسلم نیازی ایم اے گورنمنٹ سنٹرل ماڈل اسکول میانوالی)

ضرورت مدرس

الجامعۃ الاسلامیہ سوڈھی جے والی وادی سون سکیسر ضلع خوشاب کے لئے

ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو تفسیر صحاح ستہ اور ادب عربی وغیرہ یعنی درس نظامی کی انتہائی کتابیں بطریق احسن پڑھا سکے۔ تنخواہ معقول ہوگی۔"

شاہ محمد خطیب جامع مسجد اہل حدیث سوڈھی جے والی ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع خوشاب)

حضرت محدث گوندلوی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے لئے دعائے صحت کی درخواست

(۱) اطلاع ملی ہے کہ استاذ الاساتذہ حضرت العلام مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مدظلہ گزشتہ کچھ دنوں سے زیادہ علیل ہیں جسمانی طور پر نقاہت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ قارئین کرام اور تمام احباب حضرت مولانا موصوف کی شفائے کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ جو گزشتہ دو سالوں سے صاحب فراش ہیں۔ ۹ اگست سے بیماری کے دوبارہ شدید حملے کی وجہ سے سخت علیل ہیں اور ضعف و نقاہت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ احباب مولانا موصوف حفظہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائیں (ادارہ)

54406 WEEKLY AL-AITISAM LAHORE